بسم اللہ الرحمن الرحیم
{ هو الله الذي لا إله
إلا هو الملك القدوس
السلام المؤمن المهيمن
العزيز الجبار المتكبر
سبحان الله عما
يشركون }

عقائد اسلام

مرتب: سید عبدالوہاب شاہ

تلخیص عقائد اسلام

مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

ان الدین عنداللہ الاسلام

عقائد اسلام

تلخیص، عقائد اسلام

مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

مرتب: سید عبدالوہاب شاہ

فہرست

اللہ تعالیٰ

☆اللہ اپنی ذات وصفات کے لحاظ سے قدیم ہے، یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

☆اس کی نہ ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ ہی اس کی صفات میں کوئی شریک ہے، وہ الاحد ہے۔

☆اللہ تعالیٰ تمام عیوب، نقائص اور حدوث سے پاک ہے۔کوئی اس کے مثل نہیں اور نہ کوئی مثال ہے۔لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر

☆اللہ تعالیٰ جسمیت سے پاک ہے، کیونکہ جسم بہت سے اجزاء سے مرکب ہوتا ہے اور جو مرکب ہوتا ہے اس کی تحلیل اور تفریق اور تقسیم بھی ممکن ہوتی ہے جبکہ اللہ اس سے پاک ہے۔اسی طرح جسم حادث ہوتے ہیں اللہ حادث نہیں۔جسم طویل اور عریض اور عمیق ہوتے ہیں اللہ اس سے بھی پاک ہے۔اسی طرح جو چیز اجزاء سے مل کر بنتی ہے وہ اپنی ترکیب میں اجزاء کی محتاج ہوتی ہے اور اللہ احتیاج سے پاک ہے۔

☆جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ جسم سے پاک ہے تو اسی سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اس کی اولاد نہیں اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے کیونکہ توالد و تناسل کا تعلق جسمیت سے ہے۔

☆اللہ تعالیٰ عرض نہیں۔ کیونکہ اعراض (صفات) قائم بالغیر ہوتی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ خود قیوم ہے یعنی سارے جہاں کو قائم رکھنے والا ہے۔عرض اپنے وجود میں محل کا محتاج ہوتا ہے جبکہ اللہ محتاج نہیں۔ نیز عرض کا وجود پائیدار نہیں ہوتا اللہ تو واجب البقاء اور دائم الوجود ہے: کُلُّ مَن علیھا فانٍ ویبقیٰ وجہ ربك ذوالجلال والاکرام ۔اسی طرح اعراض ہر وقت بدلتے رہتے ہیں جبکہ اللہ کی ذات وصفات میں تغیر نہیں ہے۔

☆اللہ جوہر نہیں۔ جوہر کے معنی ہیں اصل شے، یعنی جو کسی چیز کی اصل ہو۔جواہر ان اجزائے لطیفہ کو کہتے ہیں جن سے جسم مرکب ہو اور وہ اجزاء جسم کی اصل ہوں اور ظاہر ہے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے کہ وہ کسی جسم وغیرہ کا جوہر اور اصل اور جز بنے۔

نیز جوہر اس چیز کو کہتے ہیں جس پر حرکت اور سکون وارد اور طاری ہو سکے اور لون، طعم یعنی رنگت اور مزہ کے ساتھ موصوف ہو اور یہ سب چیزیں حادث ہیں جبکہ اللہ حادث نہیں۔

☆ اللہ کے لئے کوئی صورت اور شکل نہیں، کیونکہ صورت اور شکل جسم کی ہوتی ہے جبکہ اللہ جسمیت سے پاک ہے۔ نیز صورت اور شکلیں حادث ہوتی ہیں اللہ حادث نہیں۔ اسی طرح صورتیں اور شکلیں محدود اور متناہی ہوتی ہیں جبکہ اللہ کے لئے کوئی حد نہیں۔

☆ اللہ کے لئے کوئی مکان، زمان، سمت اور جہت نہیں۔ کیونکہ وہ غیر محدود ہے اور مکان وزمان محدود ہوتے ہیں، زمان اور مکان سب اس کی مخلوق ہیں۔ نیز جہات یعنی اوپر ، نیچے، دائیں، بائیں یہ حادث ہیں یعنی نسبت کے بدلنے سے ان میں تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے جبکہ اللہ اس سے پاک ہے۔ جب اللہ تعالیٰ جہت اور مکان اور زمان سے پاک ہے تو اس کے متعلق یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جب اللہ مخلوق کی مشابہت اور مماثلت اور کمیت اور کیفیت اور مکان اور جہت سے پاک اور منزہ ہے تو جن آیات میں حق جل شانہ کی ہستی کو آسمان یا عرش کی طرف منسوب کیا ہے ان کا یہ مطلب نہیں کہ آسمان اور عرش اللہ کا مکان اور مستقر ہے بلکہ ان سے اللہ جل شانہ کی شانِ رفعت اور علو اور عظمت اور کبریائی کو بیان کرنا مقصود ہے۔

☆ حلول اور اتحاد

اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ متحد نہیں ہوسکتا اور نہ ہی کوئی چیز اللہ کے ساتھ متحد ہوسکتی ہے، اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور قدیم حادث کے ساتھ متحد نہیں ہوسکتا، اتحاد وہاں ہوتا ہے جہاں دو چیزیں ایک ہی جنس کی ہوں، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ تو جنس جواہر ہے اور نہ ہی جنس اعراض، اتحاد کے معنی یہ ہیں دو چیزیں ایسی رل مل جائیں کہ دونوں کا وجود ایک ہو جائے اور دونوں کا عمل ایک ہو جائے اور یہ بات خدا تعالیٰ میں محال ہے اس لئے کہ خدا غیر محدود ہے اور غیر متناہی ہے اور اس کے سوا جو بھی ہے

وہ محدود اور متناہی ہے اور محدود اور غیر محدود کا اس طرح رل مل جانا کہ دونوں کا وجود اور محل ایک ہو جائے عقلاً محال ہے اس لئے کہ اس صورت میں محدود کا غیر محدود ہو جانا لازم آتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امر بلا شبہ محال ہے۔ اسی طرح نہ خدا کسی میں حلول کرتا ہے اور نہ ہی کوئی اور خدا میں حلول کر سکتا ہے۔ لہٰذا عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ متحد ہو گیا یا حلول کر گیا باطل ہے۔

عدم وجوب شے

☆ اللہ پر کوئی چیز واجب نہیں، نہ لطف نہ قہر نہ ثواب نہ عقاب، وہ جو چاہے کرے کسی کی مجال نہیں کہ اس سے سوال کر سکے۔ لہٰذا ان لوگوں کا یہ عقیدہ باطل ہے کہ گناہ گاروں کو سزا دینا اور نیکو کاروں کو اچھی جزا دینا اللہ پر واجب ہے۔

لوگوں کے افعال

اللہ تعالیٰ جس طرح بندوں کی ذات وصفات کا خالق ہے اسی طرح ان کے افعال اور اعمال کا بھی خالق ہے، وہ افعال خیر ہوں یا شر سب اسی کی تقدیر سے ہیں لیکن خیر سے وہ راضی ہے اور شر سے راضی نہیں۔

بندہ شجر اور حجر کی طرح مجبور نہیں بلکہ اللہ نے اس کو کچھ قدرت اور اختیار دیا ہے، بندہ کو جو قدرت عطا کی ہے اس کا نام استطاعت ہے، مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا (آل عمران ۱۹۷) جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔

اصطلاح شریعت میں اس کا نام کسب ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ازلیہ سے جو کام کرتا ہے اس کا نام خلق اور ایجاد ہے۔ اس لئے تمام اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ بندہ کے افعال اور اعمال کا خالق اللہ ہی ہے مگر بندہ اپنے افعال کا کاسب ہے۔ (جیسے پستول سے کوئی کسی کو قتل کرے تو مجرم پستول بنانے والا نہیں بلکہ استعمال کرنے والا ہے۔) اسی طرح اچھے اور برے

افعال اور اعمال کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن کاسب بندہ خود ہے۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (بقرہ ۲۸۶) اس کو فائدہ بھی اسی کام سے ہوگا جو وہ اپنے ارادے سے کرے اور نقصان بھی اسی کام سے ہوگا جو اپنے ارادے سے کرے۔

کیفیات کائنات

ہر چیز کی ہر صفت اور ہر کیفیت اور ہر خاصیت اور اس کی تاثیر کا وجود اور عدم اسی کے اختیار میں ہے۔ یہ عالم عالم اسباب ہے اس عالم کے اسباب اسی کی مخلوق اور تابع ہیں، دنیا کی کوئی حقیقت بالذات موثر نہیں جب تک اللہ کا ارادہ اور مشیت اس کے ساتھ مقرون نہ ہو اور مادہ کے اجزاء اور ذرات بسیطہ میں جو اجتماع اور اتصال ہے، یا افتراق یا انفصال ہے یا کسی قسم کی قوت جاذبہ ہے یا کسی قسم کی کشش ہے وہ سب اسی کی پیدا کردہ ہے اور اس کے ارادہ کے تابع ہے۔ عالم کی کوئی چیز بالذات اور بالطبع بذات خود موثر نہیں۔

نیچری لوگ مادی اسباب وعلل کو موثر بالذات اور مستقل بالتاثیر سمجھتے ہیں اور ان کو قوانین قدرت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اپنے اسی زعم فاسد کی بناء پر انبیاء کرام کے معجزات کا انکار کرتے ہیں اور کہتے کہ یہ باتیں قانون قدرت کے خلاف ہیں۔

ھدایت کے معنی

ہدایت کے دو معنی ہیں ایک سیدھا راستہ بتلا دینا اور دوسرا معنی سیدھے راستہ سے منزل مقصود تک پہنچا دینا۔ یہ دوسرا معنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں کہ وہ کسی کو منزل مقصود تک پہنچا دے اور ہدایت کے پہلے معنی قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ثابت ہیں۔ لہٰذا اللہ کے ارشاد: اِنَّكَ لَاتَهْدِى اور اِنَّكَ تَهْدِىْ دونوں ٹھیک ہیں۔

نبوت ورسالت

☆اللہ نے جتنے بھی نبی بھیجے سب پر ایمان لانا لازم ہے، ان کی صحیح تعداد ہمیں معلوم نہیں۔کسی ایک نبی کا انکار سب کا انکار شمار ہوتا ہے۔

☆نبوت ورسالت عطیہ خداوندی ہے،کوئی شخص اپنی مرضی سے نبی نہیں بن سکتا۔

☆تمام نبی معصوم ہوتے ہیں۔

انبیاء کرام سے وحی اور تبلیغ احکام میں خطا اور سہو اور نسیان کا واقع ہونا محال ہے ورنہ دین اور شریعت سب مشکوک ہو جائے اور وحی الٰہی سے اطمینان اٹھ جائے۔

☆انبیاء کو اللہ تعالیٰ معجزات عطاء کرتا ہے وہ بھی برحق ہیں۔بعض فلاسفہ اور ملاحدہ عصر انبیاء کرام کے معجزات کے قائل نہیں یہ لوگ خوارق عادات اور معجزات کو محال اور ناممکن بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء قانون فطرت (نیچر) کے خلاف ہیں۔لیکن ان کی یہ باتیں بالکل غلط ہیں کیونکہ خوارق عادات امور اور معجزات کا ثبوت قرآن اور اخبار متواترہ سے ثابت شدہ ہے۔

☆انبیاء اپنے کام میں امین ہوتے ہیں۔ وہ اپنے منصب نبوت سے کبھی معزول نہیں ہوتے۔البتہ یہ ممکن ہے کہ نبی اپنے منصب نبوت پر فائز رہے مگر اس سے اس کے منصب کی خدمت نہ لی جائے بلکہ اس نبی سے کوئی دوسری خدمت لی جائے جیسے عیسی علیہ السلام نزول کے بعد منصب نبوت کے ساتھ موصوف تو ہوں گے مگر خدمت ان سے دوسری لی جائے گی یعنی امت محمدیہ کی مدد ونصرت اور دجال سے حفاظت کی۔

☆حضور ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

☆آپ کی نبوت کسی خاص قوم یا علاقے کیلئے نہیں بلکہ سارے عالم کے لئے ہے۔

فرشتے

☆فرشتے اللہ کے مکرم بندے ہیں۔نافرمانی سے پاک ہیں،نہ مذکر ہیں نہ مونث ہیں،کھانے پینے اورشہوت سے پاک ہیں،ان کے اجسام نورانی ہیں،

☆اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نورانی مخلوق کو اپنے اور پیغمبروں کے درمیان سفیر بنایا ہے تا کہ اللہ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچیں۔

☆کراما کاتبین کا وجود حق ہے ان پر ایمان لانا اوران کی تصدیق کرنا فرض ہے۔

جنات

☆فرشتوں کی طرح جنات اور شیاطین بھی اللہ کی مخلوق ہیں جن کو اللہ نے آگ سے پیدا کیا ہے۔انسانوں کی طرح جنات بھی احکام شریعت کے مکلّف ہیں ان میں بعض کافر اور بعض مومن ہیں۔

☆جنات بعض چیزوں میں فرشتوں سے مشابہت رکھتے ہیں مثلاً شکلیں تبدیل کرنا، پوشیدہ رہنا، بڑے بڑے کام آسانی سے کرنا، انسانی بدل میں گھس جانے اور دل میں القاء کرنے اور وسوسہ ڈالنے کی قدرت عطا ہونا۔

جس طرح فرشتوں کے وجود کا انکار کفر ہے اسی طرح جنات اور شیاطین کے وجود کا انکار کفر ہے۔

بعض فلاسفہ اور فرقہ نیچریہ کے لوگ فرشتوں اور جنات کے وجود کے منکر ہیں اور وجہ یہ بتاتے ہیں کہ وہ ہمیں نظر نہیں آتے۔اس کا جواب یہ ہے کہ ایتھر جس کے آپ حضرات قائل ہیں تمام عالم میں بھرا ہوا ہے مگر وہ آپ کو نظر نہیں آتا اسی طرح عقلا یہ بھی ممکن ہے آسمان اور زمین میں بے شمار فرستے اور جنات موجود ہوں اور ہم کو نظر نہ آتے ہوں۔

کتابیں

اللہ نے جو کتابیں اور صحیفے انبیاء ومرسلین پر نازل فرمائے ان کی تعداد ایک سو چار ہے۔ اللہ نے جتنی بھی کتابیں نازل کیں ان پر ایمان لانا فرض ہے لیکن اب قرآن کے علاوہ سب منسوخ ہیں۔

☆ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور قدیم ہے مخلوق نہیں ہے۔

☆ قرآن کریم کے سوا جو کتابیں اس وقت یہود ونصاریٰ کے ہاتھ میں ہیں ہم پر ان کی تصدیق لازم نہیں ہم فقط اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ جو توریت اور انجیل اور زبور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر نازل فرمائی تھی وہ برحق تھی۔

☆ ناسخ اور منسوخ اپنے اپنے وقت پر حق ہیں۔ نسخ کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی امر کے متعلق کوئی حکم دیں پھر اس کے بعد دوسرا حکم دیں جس سے پہلا حکم منسوخ ہو جائے۔

قضاء وقدر

قضاء قدر حق ہے اور اس پر ایمان لانا فرض ہے۔ تقدیر کے معنی لغت میں اندازہ کرنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی میں تمام اشیاء عالم کا ان کے ایجاد اور آفرینش سے پہلے ہی اندازہ فرما لیا تھا کہ یہ چیز فلاں وقت میں اس طرح پیدا کی جائے گی اور یہ چیز اس طرح۔ ابتداء سے انتہاء تک واقع ہونے والی چیزوں کی حد اور اندازہ مقرر کر دینے اور ان کو لکھ دینے کا نام تقدیر ہے اور پھر اس اندازہ کے مطابق اشیاء عالم کو بتدریج پیدا کرنے کا نام قضاء ہے۔

ایمان بالقدر کے معنی یہ ہیں کہ بندہ اس بات پر یقین کرے کہ عالم میں جو کچھ خیر وشر اور ایمان اور کفر واقع ہو رہا ہے وہ سب اللہ کے علم اور ارادہ اور مشیت سے ہو رہا ہے۔

اللہ نے بندہ کو قدرت اور اختیار دے کر حکم دیا کہ ہمارے دیے ہوئے اختیار اور قدرت کو ایمان کے لئے استعمال کرنا، کفر کے لئے استعمال نہ کرنا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بندوں کے پیدا کرنے

ے پہلے ہی اپنے علم ازلی سے جان لیا کہ بندے پیدا ہونے کے بعد کیا کریں گے، اور اس بات کو لکھ دیا یہی تقدیر ہے۔

پس اللہ کی تقدیر حق ہے اس پر ایمان لانا فرض ہے لیکن اپنے افعال واعمال کی حجت میں تقدیر کو پیش کرنا جائز نہیں مثلاً کوئی آدمی چوری اور زنا کرے اور عذر یہ کرے کہ میری تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا تو یہ عذر اس کو مواخذے سے نہیں بچا سکتا، بے شک اللہ نے ہر چیز کو مقدر کیا ہے مگر اس کا علم سوائے اللہ کے اور کسی کو نہیں کہ تقدیر میں کیا لکھا ہے۔اس شخص نے چوری یا زنا تو اپنے خواہش نفس کو پورا کرنے کے لئے کیا ہے۔اس لئے کسی کا یہ کہنا کہ میری تقدیر میں یہی لکھا تھا اور بندہ تو مجبور ہے (جیسے فرقہ جبریہ والے کہتے ہیں) تقدیر کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا یہ بالکل غلط ہے، اللہ کے علم اور تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا۔

قبر

قبر سے مراد وہ گڑھا نہیں جس میں کسی کو دفن کیا جائے بلکہ اس سے مراد عالم برزخ ہے۔عالم برزخ وہ عالم ہے جو اس عالم دنیا کے بعد اور قیامت سے پہلے کا ہے یعنی مرنے کے بعد اور دوبارہ زندہ ہونے سے پہلے۔مرنے کے بعد مرنے والے کے اپنے ذاتی اعمال وافعال تو منقطع ہو جاتے ہیں مگر زندوں کی طرف سے ایصال ثواب کا نفع مرنے والے کو پہنچتا رہتا ہے۔اس بارے میں اتنی احادیث ہیں کہ ان کی قدر مشترک درجہ متواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔

منکر نکیر

قبر میں مومنوں اور کافروں سے منکر نکیر کا سوال حق ہے۔منکر نکیر دو نہایت ہیبتناک فرشتے ہیں ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نکیر ہے جو قبر میں آکر سوال کرتے ہیں اور ایمان کی جانچ پڑتال کرتے ہیں مگر انبیاء سے سوال نہیں کرتے۔مرنے کے بعد عالم برزخ میں روح دوبارہ لوٹائی جاتی ہے تو منکر نکیر پھر سوال کرتے ہیں۔

آخرت

☆آخرت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، یعنی قیامت کا قائم ہونا حق ہے۔ بعض فلاسفہ معاد جسمانی کے منکر ہیں اور اسے محال سمجھتے ہیں، لیکن ہم کہتے ہیں جس اللہ نے پہلی بار پیدا کیا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

☆حساب کتاب حق ہے، اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی (قیامہ ۳۶) کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟۔

☆نامہ اعمال کا تقسیم ہونا حق ہے، یعنی قیامت کے دن مردوں کا قبروں سے زندہ ہوکر اٹھنا اور حساب وکتاب کے لئے ایک میدان میں جمع ہونا اور اعمال ناموں کا دائیں بائیں ہاتھ میں اڑکر آنا حق ہے۔ فأما مَن أوتِیَ کتبَه بِیَمینه فَیَقولُ هاؤ مُ اقرَؤوا کِتبِیَه(۱۹) إنی ظَنَنْتُ أنی مُلاقٍ حِسَابِیهُ(۲۰) فهو فی عیشةٍ رَّاضِیةٍ(۲۱) فی جنةٍ عالیةٍ(۲۲)۔۔۔۔۔وأما من أوتی کتابه بشماله فیقول یا لیتنی لم اوت کتابیه(۲۵)ولم أدر ماحسابیه(۲۶) (الحاقه)

☆ میزان اعمال اور وزن اعمال حق ہے۔ اور برے اور بھلے اعمال کے تولنے کے لئے میزان کا رکھے جانا سب حق ہے۔ وَنَضَعُ الۡمَوَازِیۡنَ الۡقِسۡطَ لِیَوۡمِ الۡقِیَامَةِ(انبیاء ۴۷)

☆حوض کوثر حق ہے، جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو پیاسے ہوں گے ہر نبی اپنی امت کے نیکوں کو اس حوض سے پانی پلائے گا۔ انا اعطینك الکوثر (الحاقه)

☆پل صراط حق ہے، یہ ایک پل ہے جس کو دوزخ کی پشت پر قائم کیا جائے گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا، وزن اعمال کے بعد سب لوگوں کو اس پر سے گزرنے کا حکم ہوگا، وَاِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا(مریم ۷۱) جو دنیا میں صراط مستقیم پر چلتا رہا وہ پل صراط پر سے بھی چل کر گزر جائے گا اور جس کا قدم دنیا میں پھسلا وہ وہاں بھی پھسل جائے گا۔

☆اسی طرح شفاعت بھی حق ہے۔قیامت کے دن انبیاء کرام اور نیک لوگوں کی شفاعت حق ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے اذن سے اول انبیاء کرام گنہگار مومنوں کی شفاعت کریں گے اور پھر علماء، پھر شہداء، پھر صالحین اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق سفارش کریں گے، یہ سفارشیں قبول ہوں گی یہاں تک کہ جہنم میں کوئی بھی ایمان والا باقی نہیں بچے گا۔

☆جنت اور جہنم حق ہے، یہ دونوں پیدا ہو چکی ہیں:

وجنةٍ عرضُها السمٰوٰتُ والارضُ اُعِدت للمتقین

فاتقوا النار التی اُعدت للکٰفرین

یاآدمُ اسکن انت وزوجُك الجنة

کافر جہنم میں اور ایمان والے جنت میں ہمیشہ رہیں گے کیونکہ اگر ان کو دنیا میں دس ہزار سال زندگی دی جاتی تو تب بھی یہ ہمیشہ اسی حالت میں رہتے۔

☆مقام اعراف حق ہے،اعراف جنت اور دوزخ درمیان ایک مقام ہے جہاں وہ لوگ کچھ عرصہ کے لئے ہوں گے جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے بعد میں یہ بھی جنت میں داخل ہوں گے۔ وعلى الاعراف رجال يعرفون كلا بسيماهم(اعراف ۴۶)

☆قیامت والے دن اللہ کا دیدار حق ہے۔جنت میں اہل ایمان حق تعالیٰ شانہ کو بغیر حجاب کے دیکھیں گے۔حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اہل ایمان مرد ہر جمعہ کو اللہ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔(دار قطنی)

صحابہ کرام

۱۔انبیاء کے بعد بڑا مرتبہ صحابہ کرام کا ہے، صحابہ کی محبت دین اور ایمان کا حصہ ہے، صحابہ سے بغض اور نفرت کفر، نفاق، فسوق اور عصیان ہے۔

۲۔تمام اہل حق کا اس پر اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ان کے بعد عمر فاروق، پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ان کے بعد مرتبہ ہے عشرہ مبشرہ کا پھر اصحاب بدر کا، پھر اصحاب احد کا، پھر اصحاب بیعت رضوان کا، یہاں تک افضلیت کی ترتیب مجمع علیہ ہے اس کے بعد تمام صحابہ کا مقام ان کے علم اور تقویٰ کے اعتبار سے ہے۔

۳۔سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

۴۔صحابہ کرام کے درمیان جو جنگیں یا اختلافات ہوئے وہ اخلاص پر مبنی تھے، ہوس، حب جاہ، حب ریاست اور طلب رفعت ومنزلت سے اس کو دور سمجھنا چاہیے، کیونکہ یہ خصلتیں نفس امارہ کی کمینہ اور رذیل خصلتیں ہیں اور ان بزرگوں کے نفوس حضرت خیر البشر ﷺ کی صحبت کے کیمیا اثر کی برکت سے ان بری خصلتوں سے پاک تھے۔اسی وجہ سے تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہزاراں جنید اور ہزاراں شبلی اور ہزاران بایزید ایک ادنی صحابی کے نقش پا کو نہیں پہنچ سکتے۔

☆حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے معاملے میں علماء فرماتے ہیں کہ حق حضرت علی کی طرف تھا اور ان کے مخالف خطاء پر تھے لیکن یہ خطاء خطائے اجتہادی تھی جس پر طعن اور ملامت ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے، چہ جائیکہ کفر یا فسق کو ان کی طرف منسوب کیا جائے، کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھی تقریباً آدھے صحابہ کرام تھے، اگر یہ فاسق یا کافر تھے تو دین کا وہ سارا حصہ مشکوک ہو جاتا ہے جو ان صحابہ کرام کے ذریعہ ہم تک پہنچا، ایسی باتیں کرنے والوں کا مقصد اصل میں دین اور

احادیث کے اس حصے کو مشکوک بنانا ہے جو ان حضرات کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے انحراف اس لئے کیا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کو بیعت پر مقدم سمجھتے تھے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت کو قصاص پر مقدم سمجھتے تھے، باقی خلافت کے استحقاق پر بالکل اختلاف نہیں تھا،حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کیا یہ معاذ اللہ نفسانیت نہیں تھی بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے غلبہ محبت اور عقیدت تھی۔

☆ اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی نزاعات اور مشاجرات کے متعلق بالکل سکوت اور خاموشی اختیار کریں جہاں تک ممکن ہو زبان سے بھی ان کا ذکر نہ کریں اور اس آیت پر عمل کریں:تِلکَ امة قد خَلتُ لها مَا کَسَبَتُ ولکُم مَا کس۔تُم و لا تُسئلونَ عما کانوا یعملون۔

یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی اس کے لئے اس کا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل اور تم سے ان کے اعمال کے متعلق کوئی سوال نہ ہوگا۔

☆ امام شافعی اور عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے:تلك دماء طهر الله عنها ایدینا فلنطهر عنها السنتنا۔

یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو محفوظ رکھا، پس چاہیے کہ ہم اپنی زبانوں کو ان کے تذکروں سے پاک رکھیں۔

۵۔صحابہ کرام سب کے سب ثقات اور عدول ہیں اور ان کی تمام روایات مقبول ہیں۔عہد تابعین سے لے کر اس وقت تک امت کے علماء نے دیگر رواتِ حدیث کی طرح صحابہ کرام کی جرح وتعدیل پر کبھی بحث نہیں کی۔

۶۔تمام صحابہ کرام کی تعظیم وتکریم ہر مسلمان پر فرض ہے،صحابہ کرام کی محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے،اور صحابہ کرام سے بغض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض ہے۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اللہ میرے اصحاب کے بارہ میں خدا سے ڈرو اور میرے اصحاب کو ملامت کا نشانہ نہ بناو جس نے میرے اصحاب سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان کو محبوب رکھا اور جس نے میرے اصحاب کو مبغوض رکھا گویا اس نے میرے بغض کے باعث ان کو مبغوض رکھا اور جس نے ان کو ایذا دی گویا کہ اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی اللہ تعالیٰ اس سے مواخذہ کرے گا۔

۷۔تمام اہل بیت نبوی اور ازواج مطہرات کی محبت اور عظمت وحرمت عین ایمان اور اسلام ہے،صحابہ کرام نجوم ہدایت ہیں اور اہل بیت کی محبت سفینہ نوح ہے۔

اولیاء

ا۔اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں،یعنی اولیاء اللہ سے خوارق عادات افعال کا صادر ہونا جو حضرات انبیاء کرام کے معجزات کا نمونہ اور ان کے خوارق عادات کا عکس اور پرتو ہوں۔مثلا بلا موسم کے پھل اور رزق ملنا،حیوانات اور موذی جانوروں کا مسخر ہونا وغیرہ وغیرہ۔جیسے حضرت مریم کے پاس بے موسم کے رزق آتا تھا۔آصف بن برخیا نے بلقیس کا تخت ایک لمحے میں حاضر کر دیا، اصحاب کہف سینکڑوں سال نیند میں کروٹیں بدلتے رہے وغیرہ وغیرہ یہ سب نبی نہیں بلکہ اولیاء اللہ تھے۔اسی طرح صحابہ کرام کی بے شمار کرامات موجود ہیں مثلاً حضرت عمر نے مدینہ سے نہاوند جو ایک مہینہ کی مسافت پر تھا میں موجود ''ساریہ'' نامی امیر لشکر کو آواز دی جو انہوں نے سنی۔

ولی اور نبی میں فرق

☆کوئی ولی کبھی بھی کسی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

☆انبیاء معصوم ہوتے ہیں جبکہ ولی معصوم نہیں ہوتے۔

☆انبیاء کو بُرے خاتمے کا کوئی ڈر نہیں ہوتا۔جبکہ ولی کو اس کا ڈر لگا رہتا ہے۔

☆نبی نبوت سے کبھی بھی معزول نہیں ہوتا جبکہ ولی گناہوں کی وجہ سے معزول ہو جاتا

ہے۔

☆ نبی کو خود بھی اپنی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے جبکہ ولی اگر اپنے آپ کو گناہ گار اور فاسق سمجھے تو اس سے اس کی ولایت میں کوئی کمی نہیں آتی۔

معجزہ، کرامت، استدراج

☆ نبی کے ہاتھ پر خرق عادت امور کا صدور ''معجزہ'' کہلاتا ہے۔

☆ ولی کے ہاتھ پر خرق عادت امور کا صدور ''کرامت'' کہلاتا ہے۔

☆ غیر متقی کے ہاتھ پر خرق عادت امور کا صدور ''استدارج'' کہلاتا ہے۔

ایمان اور اسلام میں فرق

لفظ ایمان، امن اور امانت سے مشتق ہے۔

☆ لغوی اعتبار سے ایمان ایسی خبر کی تصدیق کو کہتے ہیں جس کا ہم نے خود مشاہدہ نہ کیا بلکہ محض مخبر کی امانت اور صداقت کے بھروسہ پر اس کو تسلیم کر لیا۔

☆ اصطلاح شریعت میں انبیاء کرام کے بھرسہ اور اعتماد پر احکام خداوندی اور غیب کی خبروں کی دل سے تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے۔

☆ جبکہ اسلام لغت میں اطاعت اور فرماں برداری یا اپنے آپ کو کسی کے حوالے کر دینے کا نام ہے۔

☆ اصطلاح شریعت میں نبی برحق کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا نام اسلام ہے، اپنی رائے اور خیال کے مطابق اللہ کی اطاعت کرنے کا نام اسلام نہیں ہے۔

کفر

کفر کا اصل دار و مدار تکذیب اور انکار پر ہے کہ شریعت اور دین کی قطعی باتوں میں کسی ایک بات کا تکذیب کر دینے کا نام کفر ہے، مگر تکذیب کے مراتب ہیں اور ہر مرتبہ کے احکام ہیں:

پہلا مرتبہ

پہلا مرتبہ ''دھریہ (منکرین خدا)'' کی تکذیب کا ہے، جو سرے سے ہی اللہ کے منکر ہیں اور عالم کو قدیم مانتے ہیں۔ اور انہی کے قریب قریب فلاسفہ کا گروہ ہے جو برائے نام خدا کا قائل لیکن وہ خدا کو خالق نہیں جانتا، اسی طرح وہ گروہ بھی جو کواکب اور نجوم کو قدیم اور اس عالم میں مؤثر مانتا ہے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

دوسرا مرتبہ

دوسرا مرتبہ براہمہ منکرین نبوت کا ہے جو خدا کے تو قائل ہیں مگر نبوت کے بالکل قائل نہیں۔

تیسرا مرتبہ

یہود اور نصاریٰ کا ہے جو خدا کے بھی قائل ہیں اور مطلق نبوت و رسالت کے بھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔

چوتھا مرتبہ

مشرکین کا ہے جو توحید کے منکر ہیں اور شرک بت پرستی میں مبتلا ہیں، جیسے نصاریٰ اور ہندو کہ حضرت عیسیٰ اور اپنے اوتاروں کو معبود مانتے ہیں، یہ لوگ اگرچہ حضرت عیسیٰ اور اپنے اوتاروں کو خدا کے برابر تو نہیں سمجھتے مگر ان کا عقیدہ ہے کہ خدا کا کسی جسم میں حلول کر جانا اور اس کے ساتھ متحد ہو جانا جائز ہے۔

پانچواں مرتبہ

ان لوگوں کا ہے جو اللہ، رسول اور دین اسلام کے قائل تو ہیں لیکن نصوص شریعت کے ایسے عجیب وغریب معانی بیان کرتے ہیں جو عہد صحابہ سے لے کر اب تک کسی کے حاشیہ خیال میں نہیں گزرے، اصطلاح شریعت میں ایسے شخص کو ملحد اور زندیق کہتے ہیں، یعنی لفظ تو اسلام کا بولتا ہے مگر اس کے معنی کفر ہوتے ہیں۔

پہلے چار مرتبے صریح کفر ہیں اور یہ پانچواں مرتبہ جس کا نام الحاد اور زندقہ ہے درحقیقت یہ نفاق کی ایک قسم ہے اور ایسا شخص بلاشبہ منافق ہے اور یہودی اور نصرانی سے بدتر ہے۔

ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار۔

امامت وخلافت

مسلمانوں پر واجب ہے کہ جس شخص کو دینی اور دنیوی اور سیاسی وانتظامی امور میں ممتاز دیکھیں اس کو باہمی اتفاق سے اپنا امام اور امیر مقرر کریں تاکہ وہ مسلمانوں کے دینی اور دنیوی امور کا انتظام کرے۔امیر کا مقرر کرنا فرض اور واجب ہے تاکہ مسلمان اجتماعی اور انفرادی حیثیت سے ہلاکت اور تباہی سے محفوظ ہو جائیں۔

اسلامی حکومت کی تعریف

اسلامی حکومت وہ حکومت ہے جس کا نظام مملکت شریعت اسلامیہ کے ماتحت اور اس کے مطابق ہو اور حکومت کا مذہب سرکاری طور پر اسلام ہو اور اس حکومت کا دستور اور آئین وقانون شریعت ہو، اور حکومت من حیث الحکومت دل وجان سے دین اسلام کے اتباع کو فرض اور لازم سمجھتی ہو اور زبان سے بھی اس کا اقرار کرتی ہو، اور خلیفہ اسلام وہ ہے جو نبی کا نائب ہونے کی حیثیت سے شریعت اسلامیہ کے مطابق نظام جاری اور نافذ کرے۔

خلافت راشدہ کی تعریف

☆اگر حکومت کا نظام علی منہاج النبوۃ ہو تو ایسی حکومت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں۔اور خلیفہ راشد وہ ہے جو علم اور عمل میں صالح اور ورع وتقویٰ میں نبی کا نمونہ ہو، ظاہر میں بادشاہ اور فرمانروا اور باطن میں اعلیٰ درجہ کا ولی ہو۔

☆اگر حکومت کا نظم ونسق علی منہاج النبوۃ نہ ہو مگر عدل وانصاف اور امانت اور دیانت غالب ہو تو وہ حکومت حکومت عادلہ کہلائے گی، اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر ظالمہ اور جابرہ کہلائے گی۔

حدیث افتراق امت و فرقہ باطلہ

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملة و تفترق امتی علی ثلاث و سبعین ملة کلهم فی النار الاملة واحدة، قالوا و من هی یا رسول الله ؟ قال ماانا علیه و اصحابی۔(ترمذی،)

تحقیق بنی اسرائیل میں بہتّر فرقے ہوئے اور میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے، وہ سب ناری اور دوزخی ہوں گے مگر ایک فرقہ، صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ وہ کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ فرقہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا۔

معلوم ہوا فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں جو سنت نبوی اور جماعت صحابہ کے متبع اور پیروکار ہوں اور یہ امر سوائے اہل سنت والجماعۃ کے کسی اور گروہ میں نہیں پایا جاتا۔

☆اس حدیث میں افتراق سے اصول اور عقائد کا اختلاف مراد ہے، اعمال اور عملیات کا اختلاف مراد نہیں، کیونکہ بنی اسرائیل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا فروعی اختلاف بہتر اور تہتر کے عدد میں منحصر نہیں دنیا کی بداعمالیوں کی کوئی حد اور شمار نہیں۔ معلوم ہوا کہ افتراق سے عقائد اور اصول کا اختلاف مراد ہے اور دخول نار کا سبب وہی اعتقاد فاسد ہوگا۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرقہ ناجیہ کی تعریف میں یہ فرمانا ''ما انا علیہ و اصحابی'' اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ چیز تمام صحابہ کرام میں مشترک ہوگی، اور ایہ امر بالبداہت معلوم ہے کہ تمام صحابہ کرام میں ایسا امر مشترک جس پر تمام صحابہ متفق ہوں وہ سوائے عقائد کے اور کوئی شے نہیں، عملیات اور فروعی مسائل میں صحابہ کرام کے مابین بھی اختلاف تھا۔ مثلاً نماز میں رفع یدین بہتر ہے یا عدم رفع یدین، آمین میں جہر بہتر ہے یا اخفاء۔ صحابہ کے اس اختلاف سے دین پر عمل کرنے کی

مختلف صورتیں اور مختلف شکلیں سامنے آئیں اور غیر منصوص مسائل میں اجتہاد کے طریقے معلوم ہوائے اور امت کیلئے آسانی پیدا ہوگئی کہ ان نجوم ہدایت میں سے جس کی بھی اقتداء کریں گے ہدایت پائیں گے۔

☆اسی طرح ائمہ اربعہ کا اختلاف بھی صحابہ کرام کی طرح فروعی واجتہادی مسائل میں تھا اصول دین اور عقائد میں متفق تھے۔

جس طرح تمام انبیاء کا دین ایک اور شریعتیں مختلف ہیں اسی طرح فقہاء اور مجتہدین کا فروعی اختلاف انبیاء کرام کی مختلف شریعتوں کے اختلاف کا نمونہ ہے، حدیث میں ہے میری امت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ جس طرح انبیاء کی شریعتوں کا اختلاف عین رحمت ہے جو بے شمار حکمتوں اور مصلحتوں اور رحمتوں پر مبنی ہے اسی طرح فقہاء کا فروع مسائل میں اختلاف بھی رحمت ہے۔

اگر اختلاف اپنی اغراض اور نفسانی خواہشوں پر مبنی ہے تو بلاشبہ مذموم اور زحمت ہے، جیسے اسمبلی اور الیکشن میں دو پارٹیوں کا اختلاف جو خودغرضیوں اور کینوں اور عداوتوں کا پورا پورا آئینہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ اختلاف اکتلاف فکرونظر ہے جیسے وزراء اور ارکان دولت اور خیر خواہان سلطنت کا، کسی ملکی مسئلہ پر غور وفکر کرتے ہوئے تو یہ اختلاف رحمت ہے کیونکہ مختلف انظار اور افکار کے جمع ہونے سے مسئلہ کا مالہ وماعلیہ اور مسئلہ کے تمام اطراف اور جوانب اور اس کے تمام پہلو سامنے آجاتے ہیں اور حقیقت واضح ہوجاتی ہے اور مشکلات سے نکلنے کا راستہ نظر آجاتا ہے۔

فقہاء کا اختلاف ایسا ہے جیسے اندھیری رات میں قبلہ مشتبہ ہوجائے اور قبلہ کے بارے میں اختلاف ہوجائے، ایسی صورت میں ایک بے خبر آدمی یہ سوچتا ہے کہ ان چاروں میں سے قبلہ کی شناخت میں کون افضل اور اکمل ہے لہذا وہ اس کی اتباع کرتا ہے۔ اگر اس وقت کوئی شخص یہ کہے کہ میں اس وقت تک نماز ہی نہ پڑھوں گا جب تک یہ سب قبلہ پر متفق نہیں ہوجاتے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ یہ نماز پڑھنا ہی نہیں چاہتا۔

بالکل اسی طرح فقہی اور دینی مسائل میں سمجھنا چاہیے کہ جو تمہارے اعتقاد میں سب سے زیادہ علم اور فہم رکھتا ہو اس کی تقلید اور اتباع کرو۔ مثلاً اگر کوئی بیمار ہو جائے تو وہ پورے شہر میں ایسے ڈاکٹر سے علاج کروانا پسند کرے گا جو اس کے خیال میں زیادہ علم والا اور ماہر ڈاکٹر ہوگا۔ لہذا اس شخص کو یہ تو اختیار ہے کہ وہ جس ڈاکٹر کو پسند کرے اس سے علاج کروائے لیکن یہ اختیار ہر گز نہیں کہ جس کی دوا زیادہ لذیذ لگے وہ دوا استعمال کرنا شروع کردے۔ ہر ڈاکٹر کا طریقہ علاج مختلف ہے مگر اصول طب میں کوئی اختلاف نہیں۔

فرقہ ناجیہ کی تعین

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشن گوئی فرمادی کہ میرے بعد میری امت میں اختلاف ہوگا اور (عقائد و اصول میں) مختلف فرقے پیدا ہوں گے وہ سب ناری ہیں صرف ایک فرقہ ناجیہ ہے اور وہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوگا۔ اس لئے کتاب وسنت کا صرف وہی مفہوم معتبر ہے جو صحابہ کرام نے سمجھا اور بتلایا، گمراہ اور بدعتی بھی اپنے فاسد عقائد کو اپنے زعم اور خیال میں کتاب وسنت ہی سے ماخوذ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، بس جو شخص صحابہ کرام کے بیان کردہ مفہوم کے خلاف بیان کرے وہی گمراہ ہے۔

☆لہذا فرقہ ناجیہ وہ فرقہ ہوگا جو ان دو واسطوں کو مانتا ہو: ۱۔ نبی اکرم کی سنت ۲۔ صحابہ کرام کا طریقہ۔

علماء نے لکھا ہے کہ اہل بدعت کے اصل سرکردہ چھ فرقے ہیں:

۱۔ خوارج ۲۔ روافض ۳۔ قدریہ

۴۔ مرجیہ ۵۔ مشبہہ ۶۔ جہمیہ

پھر ان چھ فرقوں کی بہت سی شاخیں ہیں جو مل کر بہتر تک پہنچ جاتی ہیں۔ ان سب کے عقائد صحابہ کے عقائد سے ہٹے ہوئے ہیں اس لئے ان کو گمراہ فرقے کہا جاتا ہے۔

1۔فرقہ خوارج

اسلام میں سب سے پہلا فرقہ خوارج کا ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ خلافت میں ظاہر ہوا، جس کا آغاز حضرت عثمان کی طرز حکومت پر نقطہ چینی سے ہوا۔ پھر حضرت عثمان کی شہادت کے بعد اسی فرقہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کیا اور ان کی اطاعت سے خروج کیا، حضرت علی نے ان کے خلاف قتال کیا اور بہت سوں کو قتل کیا اس فرقے کے خروج کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی، یہ فرقہ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت امیر معاویہ سب کو بُرا سمجھتا تھا۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ حضرت علی، عثمان، معاویہ، طلحہ، زبیر، عائشہ رضوان اللہ علیھم اجمعین سب کافر ہیں۔

2۔فرقہ روافض

اسی زمانے میں فرقہ خوارج کے مقابلے میں ایک فرقہ روافض پیدا ہوا جو اپنے کو حضرت علی کا طرفدار بتاتا تھا اور ان لوگوں نے طرفداران علی کا نام شیعیان علی رکھ لیا تھا، ان میں سے بعض نے طرفداری میں اتنا غلو کیا کہ حضرت علی کو خدا سمجھنا شروع کر دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے تو ان کو سمجھایا اور منع کیا مگر جب یہ لوگ باز نہ آئے تو حضرت علی نے ان کو قتل بھی کیا اور پھر عبرت کے لئے ان کو آگ میں بھی جلایا۔ اس فرقہ کا نام فرقہ سبائیہ بھی ہے جس کا سربراہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا، یہ کہتا تھا کہ حضرت علی سے جو عجیب وغریب علوم ومعارف ظاہر ہو رہے ہیں وہ سب خواص الوہیت سے ہیں جو لباس بشریت میں جلوہ گر ہو رہے ہیں۔

اس فرقے کی آگے بہت سی شاخیں ہیں جو مختلف عقائد رکھتی ہیں مثلاً ایک فرقہ تفضیلیہ ہے جو حضرت علی کو حضرت ابوبکر سے افضل سمجھتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس فرقے کے لوگوں کی اصلاح کے لئے ایک مرتبہ ممبر پر فرمایا: حضرت ابوبکر اور پھر حضرت عمر تمام امت میں سب سے افضل ہیں جو شخص مجھ کو ابوبکر اور عمر پر فضیلت دے گا تو میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جو مفتری کی

سزا ہے۔

ا۔فرقہ سبائیہ جو حضرت علی کی الوہیت کا قائل تھا ان کا عقیدہ تھا کہ ابن ملجم نے حضرت علی کو قتل نہیں کیا بلکہ شیطان اس کی شکل میں ظاہر ہوا تھا، حضرت علی تو بادلوں میں رہتے ہیں اس فرقے کے لوگ بادلوں کی آواز سن کر علیک السلام یا امیر المومنین کہتے ہیں

۲۔فرقہ غرابیہ والے کہتے ہیں اللہ نے جبریل کو وحی دے کر علی کے پاس بھیجا تھا ان سے غلطی ہوگئی کہ وحی لے کر محمد کو پہنچا دی۔ایک غراب (کوا) دوسرے غراب (کوا) کے مشابہ ہوتا ہے اسی طرح حضرت علی اور محمد کی صورت مشابہ تھی تو جبریل سے غلطی ہوگئی۔

۳۔فرقہ امامیہ جو اپنے آپ کو بارہ اماموں کی طرف منسوب کرتا ہے اور ان کی محبت کا مدعی ہے۔ان لوگوں کو سبیہ اور تبرائیہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک صحابہ کرام پر سب وشتم اور تبرا کرنا اعلیٰ عبادت ہے۔

۴۔تفضیلیہ وہ ہے جو صحابہ کرام کو برا تو نہیں کہتا لیکن حضرت علی کو سب سے افضل بتاتا ہے۔باقی شیعوں میں یہ فرقہ قدرے بہتر ہے۔

3۔فرقہ قدریہ اور جبریہ

صحابہ کے اخیر زمانہ میں ایک فرقہ قدریہ ظاہر ہوا جو قضاء قدر کا منکر ہے۔جس کا عقیدہ یہ ہے کہ قضاء وقدر کچھ نہیں، بندہ مختار مطلق ہے بندہ خود اپنے افعال کا خالق ہے، پہلے سے کوئی شے مقدر نہیں حتی کہ حق تعالیٰ کو پہلے سے بندہ کے افعال کا علم بھی نہیں ہوتا۔معبد جہنی ،غیلان دمشقی ،اور جعد بن درہم اس کے علم بردار تھے۔حضرت عبداللہ بن عمر، جابر بن عبداللہ، ابوہریرہ، ابن عباس، انس بن مالک وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے وصیت کی کہ قدریہ پر سلام نہ کرنا، ان کی جنازہ نہ پڑھنا۔

اسی زمانے میں اس فرقے کے مقابلے میں ایک اور فرقہ ''جبریہ'' پیدا ہوا۔ان کا کہنا ہے

کہ بندہ شجر اور حجر کی طرح مجبور محض ہے، بندہ کو قضاء وقدر جہاں لے جائے ادھر ہی جاتا ہے۔

4۔فرقہ معتزلہ

پھر تابعین کے دور اخیر میں ایک اور فرقہ پیدا ہوا جو فلسفیانہ خیالات کی بناء پر کتاب وسنت کی نصوص میں تاویل کرتا تھا اور کہتا تھا آخرت میں دیدار الٰہی ناممکن ہے، اور گناہ کبیرہ ہے ارتکاب سے آدمی نہ مومن رہتا ہے اور نہ کافر۔ واصل بن عطاء اس فرقے کا سربراہ تھا، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے اپنی مجلس سے اس کو نکلنے کا حکم دیا اور فرمایا اعتزل عنا ہم سے الگ ہو جاو۔ پھر آگے جا کر اس فرقے سے مزید بیس فرقے بنے۔

5۔فرقہ مشبہہ

یہ فرقہ خالق کو مخلوق کے مشابہ مانتا ہے۔ یعنی کہتا ہے اللہ کا ہماری طرح جسم ہاتھ پاوں ہیں اور اللہ عرش پر ہماری طرح بیٹھا ہوا ہے۔ انہی میں سے ایک تھوڑا سا معتدل فرقہ حشویہ بھی پیدا ہوا۔ اس فرقے کے مقابلے میں ایک فرقہ معطلہ پیدا ہوا جس نے صفات باری تعالیٰ کا بالکل انکار کر دیا۔

6۔فرقہ مرجیہ

یہ کہتا ہے کہ صرف ایمان لانا کافی ہے عمل صالح کرنا ضروری نہیں۔

7۔فرقہ جہمیہ

خلافت عباسیہ کے زمانے میں یہ فرقہ پیدا ہوا۔ جہم بن صفوان نے اس کا آغاز کیا۔ یہ صفات باری تعالیٰ کے منکر تھے اور قرآن کو اللہ کی مخلوق کہتے تھے۔ اس فرقے نے فلسفیانہ بحثوں کے ذریعے اتنے شبہات پھیلائے کہ واثق باللہ عباسی اور معتصم باللہ بھی ان کے ہمنوا ہو گئے اور امام احمد بن حنبل اور دیگر علماء کو جیل میں قید کر کے تکلیفیں دی۔

فائدہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قدریہ، مرجیہ، خوارج، روافض یہی چار اصل ہیں باقی سارے فرقے انہی میں سے نکلے۔

صحابہ اور تابعین کے دور میں جب طرح طرح کے یہ فرقے نمودار ہوئے تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس طرف توجہ کی اور اپنے شاگردوں کو کچھ رسائل املا کروائے۔

۱۔فقہ اکبر ۲۔فقہ البسط ۳۔کتاب العالم والمتعلم ۴۔کتاب الوصیت ۵۔رسالہ در بارہ تحقیق استطاعت وغیرہ۔

ان رسائل میں امام صاحب نے اصول دین اور عقائد اسلام کو واضح کیا اور ان باطل فرقوں کے شکوک وشبہات کا رد کیا۔اس طرح امام صاحب علم الکلام (عقائد) کے بانی بھی مشہور ہو گئے، پھر ان کے بعد بے شمار علماء نے اس میدان میں کام کیا۔

علامات قیامت

علامات قیامت دوطرح کی ہیں: ا۔چھوٹی ۲۔بڑی

حضورصلی اللہ علیہ وسلم سے امام مہدی تک کی علامتیں چھوٹی علامتیں کہلاتی ہیں اور امام مہدی سے قیامت تک کی بڑی علامتیں کہلاتی ہیں۔

ا۔چھوتی علامات قیامت میں ، ایک حضورﷺ کی وفات ہے، اسی طرح علم کا اٹھ جانا، جھوٹ، زنا، شراب کا عام ہونا، عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہونا، موسیقی کا عام ہونا، ماں کی نافرمانی، باپ کے مقابلے میں دوستوں سے قربت، نالائقوں کا حاکم بننا، ظلم وستم کا رواج وغیرہ۔

۲۔بڑی علامات

ا۔ظہور مہدی: بڑی علامات میں سے ایک ظہور مہدی ہے۔یعنی امام مہدی کا ظہور حق اور سچ ہے۔

۲۔خروج دجال: یہ بات احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔دجال ایک کافر شخص ہے جو یہود میں سے ہوگا۔ایک آنکھ سے کانا اور پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوگا، پہلے اس کا ظہور عراق وشام کے درمیان ہوگا پھر اصفہان آئے گا۔دجال امام مہدی کے بعد ظاہر ہوگا اور پھر عیسی علیہ السلام۔

۳۔نزول عیسیٰ: عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا بھی حق اور سچ ہے،اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ان کا نزول دمشق میں ہوگا۔ان کے ہاتھوں دجال قتل ہوگا۔امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخص ہیں۔

۴۔خروج یاجوج وماجوج: دجال کے قتل اور امام مہدی کی وفات کے بعد یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا، عیسی علیہ السلام اہل ایمان کو لے کر کوہ طور پر چڑھ جائیں گے، یاجوج ماجوج بہت تباہی مچائیں گے، پھر ان میں ایک بیماری پھیلے گی جس سے سب ہلاک ہوجائیں گے۔

۵۔خروج دخان: عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کا خلیفہ جہجاہ نامی ایک قحطانی شخص ہوگا، جو عدل کرے گا اس کے بعد چند اور بادشاہ ہوں گے جن کے زمانے میں شر و فساد اور کفر و الحاد بڑھنا شروع ہوگا۔ یہاں تک کہ منکرین تقدیر کا ایک مکان مشرق اور ایک مغرب میں زمین دھنس جائے گا۔ انہی دنوں ایک دھواں ظاہر ہوگا جو آسمان سے زمین تک ہوگا لوگوں کا دم گھٹے گا بے ہوش ہوں گے، اس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔

فارتقب یوم تأتی السمآء بِدُخَان مبین، یغشی الناس ھذا عذاب الیم(سورة دخان)

پس آپ اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان کی طرف سے ایک دھواں نمودار ہوگا۔

۶۔مغرب سے طلوع آفتاب: بڑی نشانیوں میں سے ایک آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا ہے:

ھل ینظرون الا ان تأتِیھم الملئکة او یأتی ربك او یأتی بعض آیات ربك۔(انعام ۱۵۸)

کیا لوگ ایمان لانے میں اس کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا خود تیرا رب آئے یا خدا کی نشانیوں میں سے کوئی بڑی نشانی آئے۔

اس آیت میں بعض حضرات ''ربک'' سے آفتاب کا جانب مغرب سے طلوع ہونا مراد لیتے ہیں۔

وہ رات بہت طویل ہوگی یہاں تک کہ بچے اور مسافر چلا اٹھیں گے کہ شاید کوئی بڑا حادثہ ہونے والا ہے۔ اچانک سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور چاشت جتنا بلند ہو کر واپس ہو جائے گا اور پھر معمول کے مطابق طلوع ہوگا، اس کے بعد نہ ایمان قبول ہوگا نہ کسی مسلمان کی توبہ قبول ہوگی۔

یوم یأتی بعض آیات من ربك لاینفع نفسا ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا۔(انعام ۱۵۸)

جس دن تیرے رب کی ایک خاص نشانی آ جائے گی (یعنی مغرب سے طلوع آفتاب) تو اس دن کسی شخص کو ایمان لانا نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو اور نہ اس شخص کو توبہ نفع دے گی جس نے پہلے سے توبہ نہ کی ہو۔

۷۔خروج دابۃ الارض: ایک بڑی نشانی دابۃ الارض کا نکلنا بھی ہے،

وإذا وَقعَ القولُ علیهم اَخرجنا لَهم دَآبّةً من الارض تُکلمُهم انَّ الناس کانوا بِایتنا لایوقنون۔(نمل ۸۲)

اور جب قیامت کا وعدہ پورا کرنے کا وقت قریب الوقوع ہو جائے گا تو اس وقت ہم لوگوں کی عبرت کے لئے زمین سے ایک عجیب وغریب جانور نکالیں گے جو لوگوں سے باتیں کرے گا اور کہے گا کہ اب قیامت قریب آ گئی ہے، یہ جانور ہم زمین سے اس لئے نکالیں گے کہ لوگ ہماری نشانیوں کا یقین نہیں کرتے۔

یہ جانور طلوع مغرب والے یا اس سے اگلے دن کوہ صفا سے نکلے گا، اہل ایمان کی پیشانیوں پر نورانی نشان اور کافروں کے چہروں پر سیاہ نشان لگائے گا۔

۸۔ٹھنڈی ہوا: اس کے کچھ عرصہ بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی، جس سے تمام اہل ایمان انتقال کر جائیں گے۔

۹۔غلبہ حبشہ: اس کے بعد حبشہ کے کافروں کا غلبہ ہوگا اور زمین پر ان کی سلطنت ہوگی اور لوگ سرعام ایسے جماع کریں گے جیسے جانور۔

۱۰۔آگ نکلنا: آخری نشانی یہ ہوگی کہ وسط عدن سے ایک آگ نکلے گی جس کی روشنی شام تک پہنچے گی یہ آگ لوگوں کو گھیر کر ارض محشر کی طرف لائے گی یعنی ملک شام کی طرف، جب

سب یہاں پہنچ جائیں گے تو ختم ہو جائے گی۔ نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرھم (مسلم) اس کے بعد کچھ عرصہ نہایت عیش و آرام سے گزرے گا اور زمین پر کوئی خدا کا نام لینے والا نہیں ہوگا تو قیامت قائم ہو جائے گی۔

☆........................☆........................☆

اپنے موبائل پر بالکل مفت، دینی مسائل، احادیث، اسلامی معلومات وغیرہ حاصل کرنے کے لئے ابھی رائٹ میسج میں جاکر FOLLOW NUKTA313 لکھیں اور 9900 پر بھیج دیں، جو میسج آئے اس کے جواب میں اپنا نام لکھ کر ری پلے کردیں یا 9900 پر بھیج دیں۔
پہلی دفعہ صرف 0.61 پیسہ چارجز ہیں پھر ہمیشہ فری اسلامی میسج ملیں گے۔

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَثَ وَرُبَعَ
polygamy
مردوں کے لئے ایک سے
زیادہ شادیاں
اوران کے فوائد
مرتب
سید عبدالوہاب شیرازی
Multiple Wives
زیر طبع

من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیامة
جس نے کسی وارث کے حصہ میراث کو روکا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کے حصے کو روکیں گے
تقسیم میراث
کی اہمیت وفضیلت
تحریر
سید عبدالوہاب شاہ

آسان
تجوید
اردو، انگلش
علم تجوید کا سیکھنا مسلمان پر واجب ہے، تجوید کی اسی اہمیت کے پیش نظر نہایت ہی آسان الفاظ میں تجوید کے قواعد کو "اردو، انگلش" الفاظ اور رنگین تصاویر کی مدد سے سمجھایا گیا ہے۔
مرتب
سید عبدالوہاب شیرازی
اِدَارَۃُ الصِّدِّیق

تذکیر بایام اللہ
چھوٹے بچوں کے لئے آسان فہم انداز میں
مختصر
قصص الانبیاء
صرف چند صفحات پر مشتمل، ایک بار پڑھنے سے پورا پس منظر ذہن نشین ہو جاتا ہے۔
مرتب
سید عبدالوہاب شیرازی
زیر طبع
اِدَارَۃُ الصِّدِّیق